

روح کی تنہائی

نمبر 3552

ایک خطبہ

پبلش شدہ جمعرات، 22 فروری 1917

سی ایچ سپرجن کے ذریعہ

میٹروپولیٹن ٹاؤن ہال، نیونگٹن

"میرا محبوب خود کو الگ کر چکا تھا، اور جا چکا تھا۔"

سلیمان کا گیت 5:6

ایک مسیحی کا سب سے خوشحال حالت، جو جنت کے باہر ہو، وہ ہے جب وہ خداوند یسوع کی موجودگی کے شعور میں زندہ رہتا ہے۔ جب مسیح کی محبت روح القدس کے ذریعے دل میں پھیلتی ہے، تو مومن کو کسی فرشتے کی سونے کی بارپ سے حسد نہیں ہوتا۔ اس بات کا کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس کے بیرونی حالات کیا ہیں، روح القدس قادر ہے کہ دل کو تمام حالات سے بلند کر دے، تاکہ ہم سردیوں کے درمیان گرمی کا مزہ لے سکیں اور درخت پر نہ پتے ہوں نہ پھل، پھر بھی ہم اپنے پیگے پھل چن سکیں۔

لیکن مسیحی اس وقت انتہائی غمگین ہوتا ہے، جب وہ اپنے خداوند کی موجودگی کا احساس کھو دیتا ہے۔ پھر اس کے گھر کے ستون لرزنے لگتے ہیں، اس کے تازہ چشمے خشک ہو جاتے ہیں، سورج اس کی آنکھوں سے چھپ جاتا ہے، اور آسمان اتنا سیاہ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک ایسی دنیا میں چلتا ہے، یا بہتر کہا جائے کہ بھٹکتا ہے، جو اس کی روح کو کوئی حقیقی سکون نہیں دے سکتی۔ اگر وہ دنیوی شخص ہوتا تو وہ دنیا پر گزارہ کر سکتا تھا، لیکن چونکہ اسے فضل کے ذریعے کچھ بلند اور بہتر کی آرزو سکھائی گئی ہے، اس کا کھونا اس کی روح پر بہت گہرا اثر ڈالتا ہے۔

میں سوال کرتا ہوں کہ کیا زیادہ تر مسیحی کبھی کبھار اپنے خداوند کی صحبت سے لطف اندوز ہونے کی حالت نہیں کھو دیتے؟ میں مزید سوال کرتا ہوں کہ کیا بہت سے ایسے مومن نہیں ہیں جو اس کھوئے ہوئے حال میں خوش رہتے ہیں؟ اور میں اس کی وجہ صرف اس مفروضے پر رکھ سکتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بہترین حالت میں اس موجودگی کا تھوڑا ہی تجربہ کیا ہوگا۔ ورنہ وہ ایک بہت کمزور اور سست حالت میں ہوتے، جو آہستہ آہستہ بدتر ہوتی جاتی، یا پھر وہ کبھی بھی اپنی حالت جیسی نہیں برداشت کر پاتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک سچا مومن جب اپنے خداوند کی موجودگی کھو دیتا ہے، تو فوراً اس کے دل میں تڑپ اٹھتی ہے۔ وہ پوچھتا ہے، "کہاں گیا مسیح؟ میں نے اسے کیوں کھو دیا؟" اس کے قدموں کی آواز ابھی تک کانوں میں گونج رہی ہوتی ہے۔ مومن جاگتا ہے اور خود سے سوال کرتا ہے، "یہ کیا ہے؟ میرا محبوب کہاں گیا؟ کیا چیز اسے مجھ سے دور لے گئی؟ میں اس کے بغیر نہیں جی سکتا، اس لیے مجھے فوراً اسے تلاش کرنا چاہیے، اور کبھی آرام نہیں کرنا چاہیے جب تک کہ ایک بار پھر میں اس کے ساتھ مکمل اشتراک میں نہ آ جاؤں۔" تو پھر، میں ایسے مومنوں سے تھوڑی بات کرنا چاہوں گا جنہوں نے کچھ وقت کے لیے اپنے خداوند کی راحت بخش موجودگی کو کھو دیا۔ پہلا سوال یہ ہوگا:

محبوب کہاں گیا؟ I.

مذکورہ آیت کے مطابق، وہ جا چکا تھا۔ اس سے پہلے کی آیات پڑھیں، یا شاید آپ انہیں یاد رکھتے ہوں۔ بیوی سو رہی تھی۔ یہ خرابی کا آغاز تھا۔ "میں سو رہا ہوں، لیکن میرا دل جاگ رہا ہے۔" اگر ہم سونا شروع کر دیں، تو ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہیے اگر ہم اپنے خداوند کی زندگی دینے والی اور تسلی دینے والی موجودگی کو کھو دیں۔ یسوع مسیح نے ہمیں اپنی کلیسیا میں نہیں رکھا تاکہ ہم دنیا میں اپنا وقت سوتے ہوئے گزاریں۔ یہ مت سمجھیں کہ وہ روح جو ہمارے نجات دہندہ کے جسم میں جلتی اور چمکتی تھی، وہ سست سست لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنے میں خوش ہو سکتی ہے جو اپنے بستر پر کروٹیں بدلتے ہیں اور کہتے ہیں، "اور تھوڑی دیر اور سونا، اور تھوڑی دیر اور بازو بند کر کے سونا۔" وہ فعال مسیحی ہے جو مسیح کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلتا ہے۔ مسیح ایک تیز چلنے والا ہے، اگر تم فرض کی راہ پر رینگتے ہوئے چلو گے تو وہ تمہیں جلدی پیچھے چھوڑ دے گا، یہاں تک کہ تم پوچھنا شروع کر دو گے، "وہ کہاں گیا؟" اور پھر تم اپنا قدم تیز کر کے اسے پکڑ لو گے۔

ایسی بہت سی جماعتیں ہیں جو اپنے گناہوں کو ایک خدائی حکمرانی کے بہانے معاف کرنے کی کوشش کرتی ہیں، جس نے انہیں آزمائش میں ڈالا، یہاں تک کہ مجھے یہ ذکر کرنا بھی گوارا نہیں ہوتا۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا انسانوں کے بچوں کو خوشی سے یا بے وجہ تکلیف نہیں دیتا۔ نہ ہی مسیح اپنے لوگوں سے بے وجہ منہ چھپاتا ہے، بلکہ تمہارے گناہ تمہیں اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی ڈال دیتے ہیں۔ وہ ہمیں اس طرح تربیت دیتا ہے جیسے سادہ والدین اپنے بچوں کو محض غصے یا من پسند کے لیے نہیں ڈالتے، یا صرف اپنے آپ کو خوش کرنے کے لیے، جیسے

رسول نے کہا تھا، "انہوں نے حقیقتاً ہمیں اپنی مرضی کے مطابق سزا دی۔" لیکن جب خدا ہمیں تربیت دیتا ہے، تو یہ ہماری بھلائی کے لیے ہوتا ہے۔ ہمارا بھلائی اس کا مقصد ہے، اور اس کے انتہائی مقصد کا حصول اس کی اصلاح کی چھڑی کے ذریعے ہے۔ وہ ہمیں اس گناہ کی سزا دیتا ہے جو ہمیں میٹھا لگ رہا تھا۔ وہ ہمیں نافرمانی کے تلخ پھلوں سے بد ذائقہ کر دیتا ہے، تاکہ ہم بعد میں راستبازی کے خوشگوار پھلوں کو مزے سے کھا سکیں۔

اب، محبوب، ہر فرد کے لیے خدا کا منہ چھپانا مختلف گناہ کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ میرے خدا کا خیال ہو کہ وہ گناہ جو میرے لیے بڑی بات ہے، وہ تمہارے لیے اہمیت نہیں رکھتا۔ یہ اتنا ہی ممکن ہے کہ وہ تمہارے لیے ایسا گناہ برائی سمجھتا ہو جو میری حالت میں اس کی طرف سے گنڈے سے سزا کی وجہ نہ بنتی، کیونکہ ہمارے طبعی، عہدے، تجربے، روشنی، اور مختلف حالات کے مطابق ہمارے گناہوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شاید تم اپنے بچوں میں سے ایک کی آواز سے اتنا پریشان نہیں ہوتے، لیکن دوسرے کی آواز کا نصف تمہیں بہت زیادہ تکلیف دیتا ہے۔ کیونکہ ایک بچہ تیز اور جذباتی فطرت کا حامل ہے، تم اسے قدرتی مزاج سمجھتے ہو، لیکن دوسرا جو نرم مزاج اور پرسکون ہے، تم اس کی بے چینی کو برائی سمجھتے ہو، جیسے یہ دانستہ طور پر تنگ کرنے کی کوشش ہو۔

اسی طرح تمہارے خاندان میں ایک ایسا معتمد خادم ہو سکتا ہے، جس سے تم دیگر خادموں کے مقابلے میں زیادہ دھیان، سوچ بچار، اور احتیاط کی توقع رکھتے ہو۔ جتنا زیادہ تم اسے اعتماد دیتے ہو، اتنی ہی زیادہ احتیاط کی تم توقع رکھتے ہو۔ تو پھر ہر ایک کو اپنی حالت کے مطابق فضل کی دعا کرنی چاہیے تاکہ وہ درست، احتیاطی اور نرمی سے چلے۔

یہ بہت اچھا کہا گیا ہے کہ جو کچھ ایک معمولی شخص کہہ سکتا ہے یا کر سکتا ہے، کابینہ کے ایک مشیر کو اس کا خیال بھی نہیں آنا چاہیے۔ بادشاہوں کا پسندیدہ شخص ایک خطرناک راستہ پر چلتا ہے، اور اگرچہ آسمان کا پسندیدہ ہونا ایک بابرکت اعزاز ہے، لیکن یہ ایک بہت سنگین ذمہ داری بھی ہے۔ "صرف تم ہی کو میں نے تمام زمین کے باشندوں میں سے جانا ہے؛ اس لیے تمہارے گناہوں کی پاداش میں تمہاری سزا دوں گا۔" تم سفید پتھر پر آلودگی دیکھ سکتے ہو جسے تم عام مٹی میں نظر انداز کر دیتے، اسی طرح ایسے گناہ بھی ہیں جو مقدسوں کے کردار کو خراب کرتے ہیں جو عام معاشرت میں بالکل نظر نہیں آتے۔

مسیح کی موجودگی کو صرف مسلسل بیداری اور بے نقاب وفاداری کے ساتھ برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ مقدس کبوتر جلدی بے چین ہو جاتا ہے۔ محبوب جلدی جاگ جاتا ہے اور اسے حرکت کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ لہذا ہمارا نعرہ یہ ہونا چاہیے، "میں تمہیں میدان کے ہرنوں اور ہرنیوں کی قسم دیتا ہوں کہ تم میرے محبوب کو نہ تنگ کرو، نہ جگاؤ، جب تک کہ وہ خود نہ چاہے۔"

—چنانچہ جب ہم نے محبوب کے جانے کی وجہ پر غور کیا، تو انہیں ہم سوال کریں

II. جب اُس کی حضوری رُخصت ہو تو کیا واقعہ ہوتا ہے؟

اس معاملہ میں بہت بڑی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ ایماندار یکایک مسیح کی پیروی ترک کر دیتے ہیں، دنیا کی طرف واپس لوٹ جاتے ہیں، مرتد ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مگر خداوند اپنے لوگوں کو اس طرح نہیں چھوڑتا۔ جنہیں اُس نے پہلے سے جان لیا، انہیں وہ رد نہیں کرتا، اور نہ ہی کبھی کرے گا۔ جس نجات کے کام کو اُس نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے، اُسے وہ ہرگز ادھورا نہ چھوڑے گا۔

جب وہ رُخ پھیر لیتا ہے تو ہمیشہ فضل کے کسی نیک مقصد کے ساتھ کرتا ہے۔ چنانچہ اگرچہ اس کے نتائج اکثر نہایت افسوسناک ہوتے ہیں، مگر وہ مہلک نہیں ہوتے۔ اُس کی ظاہری حضوری کا چھپ جانا ہمیں ہلاک کرنے کے لئے نہیں، اگرچہ یہ ہمیں انتہائی کمزور کر دیتا ہے اور ہمیں بربادی کا شکار بنا دیتا، اگر وہ بروقت اپنا ہاتھ نہ روک لیتا اور وہ فضل عطا نہ فرماتا جو رُوح کو اُس کی غیرحاضری میں زندہ رکھے۔

جوں ہی مسیح چلا جاتا ہے، وہ تمام روحانی برکات جو ایماندار کو خوش و خرم اور مضبوط کرتی تھیں، معطل ہو جاتی ہیں۔ رُوح القدس اب دل کو تسلی نہیں دیتا۔ خدا کا کلام تازگی اور قوت نہیں بخشتا۔ میٹھے سے میٹھے پیغام دل کو شادمان نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کی مقدس کتاب کے وعدے بھی ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے چراغ ہیں مگر اُن میں روشنی نہیں۔ جب مسیح اپنے شاگرد سے اپنا چہرہ چھپا لیتا ہے تو اُس کی روح پڑمردہ ہو جاتی ہے اور اُس پر عمومی افسردگی چھا جاتی ہے۔ وہ اب اس طرح دعا نہیں کر سکتا جیسے پہلے کرتا تھا، نہ ہی وہ اس جوش و ولولہ کے ساتھ تبلیغ کر سکتا ہے جیسے کہ پہلے کرتا تھا۔ وہ مقدس خدمات، جنہیں وہ مضبوطی سے تھامے رکھتا تھا، اب بوجھ بن جاتی ہیں بجائے کہ مسرت کا باعث ہوں۔ اُس کی وہ خوشگوار تنہائی کی سیر، جب اُس کی روح خاموش تفکر میں خدا کی طرف اُٹھتی تھی، اب منتشر خیالات میں بکھر جاتی ہے، اور وہ انہیں کسی طور مجتمع نہیں کر سکتا، کجا کہ وہ انہیں پرواز کے قابل بنائے اور مسیح کی طرف بلند کرے۔

وہ اپنی بائبل کی طرف جاتا ہے۔ اُس شوق اور سنجیدگی کے ساتھ جیسے پہلے جاتا تھا۔ لیکن اب کتاب اُس سے کلام نہیں کرتی۔ خدا اُسے نہ اوریم کے ذریعہ جواب دیتا ہے، نہ تُمیم کے وسیلے، نہ کھلے الفاظ سے۔ اب اُسے خدا کے رُوح کی وہ روشنی نصیب نہیں جو پہلے ہوا کرتی تھی۔ وہ کلام کے معنی میں پہلے کی مانند گہرائی سے نہیں جاتا۔ خدا کی تقدیر بھی اُس پر تاریک معلوم ہوتی ہے۔ خداوند کا راز اُسے پہلے کی طرح معلوم نہیں ہوتا۔

اب اُس کے پاس کوئی روحانی مسرت نہیں رہتی۔ وہ بظاہر خدا کی پیروی کرتا ہے، مگر افسوس! اُسے یہ پکارنا پڑتا ہے: "اے میری جان! تو کیوں پست ہمت ہے؟ اور میرے اندر کیوں ہے چین ہے؟" یوں ایک وقت کے لئے الہی تأثیرات معطل ہو جاتی ہیں۔

اس کے بعد وہ اپنی یقین دہانی کا بڑا حصہ کھو دیتا ہے۔ وہ پہلے جانتا تھا کہ وہ ایک مسیحی ہے، مگر اب وہ گانے لگتا ہے: "یہ ایک نکتہ ہے جسے میں دیر سے جاننا چاہتا ہوں۔" چنانچہ اب اُسے اپنے پرانے ثبوتوں کو تازہ کرنا پڑتا ہے، اور اُس پرانی خوراک کو کھانا پڑتا ہے جسے وہ پہلے حقیر جانتا تھا، جب کہ وہ بادشاہ کی میز سے روزانہ کے حصے پر جیتا تھا۔ اب وہ راکھ میں بیٹھتا ہے اور اُس میں بیٹھنے میں ہی خوشی پاتا ہے۔ کبھی وہ اس لئے ماتم کرتا ہے کہ وہ ماتم نہیں کر سکتا، اور اس لئے بے چین ہوتا ہے کہ وہ بے چین نہیں ہو سکتا۔ جب وہ اپنے گناہ کو دیکھتا ہے تو اُسے خوف ہوتا ہے کہ کہیں اُس کے احساسات سچے نہ ہوں۔

اگرچہ وہ مسیح کی صلیب اور اُس کے کفارہ کے قیمتی خون کی طرف نظر کرتا ہے، مگر اُس کے پاس پہلے کی سی قوت نہیں کہ وہ اس پر اپنی نظریں جمائے پائے، اور نہ وہ اس پختگی سے سکون حاصل کر پاتا ہے جیسے کہ وہ تب کیا کرتا تھا جب یسوع مسیح اُس کے ساتھ ظاہر طور پر موجود تھا۔

مگر شاید اگر میں ایک تمثیل دوں تو تم اس ویرانی کی تاریکی کو زیادہ بہتر سمجھ سکو گے۔ تم نے اکثر ایسے گھر دیکھے ہوں گے جنہیں اُن کے پچھلے مکینوں نے چھوڑ دیا ہو اور وہ بند پڑے ہوں۔ یسوع مسیح کبھی بھی اُس دل کو مکمل طور پر نہیں چھوڑتا جس پر وہ ایک بار قابض ہو چکا ہو۔ ایک ایسا مخفی مقام ایماندار کی روح میں ہے جسے رُوح القدس کبھی نہیں چھوڑتا۔ جہاں وہ آتا ہے، وہاں ہمیشہ کے لئے بستا ہے۔ مگر وہ مقام اتنا پوشیدہ ہے کہ اگرچہ وہ وہاں سکونت پذیر ہوتا ہے، سارا گھر ویران معلوم ہوتا ہے۔

اس سنسنان گھر کو ایک خوشحال و شاداب گھرانے سے مقابلہ کرو! اس کے گزشتہ اور موجودہ حال میں کتنا تضاد ہے! دیکھو، اُس میں سے خوشی جاتی رہی ہے۔ کھڑکیاں یا تو پردوں سے ڈھانپ دی گئی ہیں، یا پھر اپنے ویران و سنسان حال میں تمہاری طرف گھور رہی ہیں۔ وہ مکان خالی و بے رونق نظر آتا ہے۔ اب وہ گلی کا زیور نہیں رہا۔ اس کی آرائش و زینت جاتی رہی کیونکہ اس کے مکین فرار ہو چکے ہیں۔ مکان وہیں موجود ہے، اپنی تمام وسعتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ، مگر گھر کی حیات و شادمانی مفقود ہے۔ زندگی اور حسن اس میں سے رخصت ہو چکے ہیں۔

اسی طرح جب خدا کا فرزند اپنی روح کے مکین کو کھو دیتا ہے تو وہ جلد ہی اپنی ساری خوشی اور تسلی کھو بیٹھتا ہے۔ نہ آنکھ میں چمک رہتی ہے، نہ شادمانہ حمدو ثنا کے ترانے، نہ جھنجھنوں کی صدائیں، یہاں تک کہ بلند آواز جھنجھنوں کی بھی نہیں۔ اب وہ بمشکل کوئی مدھم راگ بھی نکال پائے تو بہت ہے۔ وہ ان جلالی نغموں کو نہیں گا سکتا جو کبھی اس کی روح کو فرشتوں کے ساتھ ہم آہنگ کرتے تھے، کیونکہ آسمان کی خوشیوں نے اب زمین کو نہیں چھوا۔

پھر، جب مکان خالی ہوتا ہے تو وہ لازماً میل کچیل سے بھر جاتا ہے۔ کوئی نہیں جو گرد صاف کرے، ہر قسم کے مکڑیاں اور ناپاک چیزیں اس کے کونوں اور دراڑوں میں بسنے لگتی ہیں، اور جتنا زیادہ وہ بند پڑا رہے، یہ مخلوقات اتنی ہی بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ تہ خانے میں کچھ زرد رنگ کی بے جان جڑیں اور ٹہنیاں بچی رہتی ہیں، جو کسی پرانے مکین کے چھوڑے ہوئے آثار ہیں۔ مگر کچھ بھی خوشنما یا خوبصورت نہیں، سب کچھ ویران اور بے سُود ہے۔ یہی حال ہمارے دلوں میں بھی ہو جاتا ہے۔ ہر طرح کی برائیاں ابھرنے لگتی ہیں، وہ برائیاں جن کا ہم نے کبھی گمان نہ کیا تھا، جو مسیح کی حضوری میں دب جاتیں، اب قابو سے باہر ہو جاتی ہیں۔ اور وہ تھوڑا سا نیک بختی کا بیج جو ہم میں تھا، بیمار شاخوں کی مانند ہو جاتا ہے، جو کوئی کامل پہل نہیں لاتا۔

پھر، ایک خالی مکان بربادی کی طرف بڑھتا ہے۔ دیکھو، دھات زنگ آلود ہو جاتی ہے! رنگ و روغن داغدار ہو جاتا ہے! لکڑی گلنے لگتی ہے! ہر شے میں سیلن کی بو بس جاتی ہے! وہ سراسر تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ دس سال کی آبادی بھی اتنا نقصان نہ کرتی جتنا کہ ایک سال کی ویرانی کرتی ہے۔ جب یسوع مسیح چلا جاتا ہے، تو سب کچھ بگڑنے لگتا ہے۔ محبت بجھنے لگتی ہے، امید کی لو مدھم پڑ جاتی ہے، ایمان مفلوج ہونے لگتا ہے، کوئی فضل پوری قوت میں کام نہیں کرتا۔ جب خدا کی زندگی روح میں نہیں رہتی تو سب کچھ بکھر جاتا ہے اور ایک سرد مہری انسان کی روح کو چھید دیتی ہے۔

اگر مکان دیر تک خالی رہے، تو بابر کے لڑکے لازمی طور پر اسے کھیل تماشے کے لیے منتخب کریں گے اور اس کی کھڑکیاں توڑ ڈالیں گے۔ وہ ہر قسم کے بیرونی نقصان کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح، شیطان بھی، جو سراسر مکار اور بداندیش ہے، اُس شخص پر حملہ کرتا ہے جو خدا کے چہرہ کے نور کو کھو چکا ہو۔ جب خدا کا فرزند مسیح کی رفاقت میں خوش ہوتا ہے، تو اُسے اکثر شیطان کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ وہ جو بھائیوں کا الزام لگانے والا ہے، اچھی طرح جانتا ہے کہ کب اپنی چالیں چلنی ہیں اور کب اپنے وسوسے ڈالنے ہیں۔ مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ خداوند رخصت ہو چکا ہے، تب وہ حوصلہ پکڑتا ہے اور خدا کے فرزند پر ایسا حملہ آور ہوتا ہے جو نہایت نقصان دہ ہوتا ہے۔

میں نے ایک دیندار دیہاتی کسان کا واقعہ سنا، جو وسوسوں پر فتح پانے کی ایک سادہ مگر بلیغ کہانی سناتا تھا۔ وہ اپنے پڑوسیوں سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا آدمی تھا اور روحانی معاملات میں دنیا سے بلند زندگی بسر کرتا تھا۔ ایک خادم نے اُس سے پوچھا کہ کیا اُسے کبھی شیطان کے وسوسے نہیں سناتے؟ اُس نے کہا، "ہاں، میں نے شیطان کے وسوسوں کے بارے میں بہت کچھ جھیلا ہے۔ دس سال پہلے، جب میں اسی گودام میں گھائی کر رہا تھا، شیطان نے مجھ پر سخت وسوسہ ڈالا۔ یہ وسوسہ مجھے اتنا پریشان کرتا رہا کہ میں اُس سے نجات نہ پا سکا، یہاں تک کہ میں نے اپنی لاٹھی چھوڑ دی، اور گودام کے اُس کونے میں چلا گیا جہاں گیہوں رکھا تھا۔ وہاں میں نے خدا کے حضور گشتی لڑی، یہاں تک کہ مجھے ایسی فتح حاصل ہوئی کہ میں خوشی کے ساتھ اپنی جگہ واپس آیا۔ اُس دن کے بعد،" اُس بوڑھے آدمی نے کہا، "شیطان نے کئی بار میرے راستے میں وسوسے ڈالنے کی کوشش کی، مگر میں کبھی بھی اُس سے بحث نہیں کرتا۔ میں اُس وعدہ کو دہراتا ہوں جس کے وسیلے میں نے اُس دن اس گودام میں رہائی پائی تھی، اور میں اپنی اُس فتح کی یاد سے خود کو مضبوط پاتا ہوں۔"

ہاں، بالکل اسی طرح جب ہم اپنی اُن گھڑیوں کو یاد کر سکتے ہیں جب ہم نے خلوت میں خدا کے ساتھ گفتگو کے ذریعے —وسوسوں پر غالب پایا تھا، تب ہم مضبوط ہو جاتے ہیں، لیکن

،اگر خداوند رخصت ہو جائے"
اور ہم اکیلے ہی لڑائی کا ارادہ کریں
،نئے وسوسے جب حملہ آور ہوں
"تب ہم اپنی بے بسی کو جانیں گے۔"

جیسے سموئیل جب اُس کے بال کاٹ دیے گئے، تو اُس نے گمان کیا کہ وہ ویسے ہی شیطان پر غالب آئے گا جیسے پہلے آتا تھا، مگر

،بے سود ہاتھ پاؤں مارتا ہے"
"ناتوان جنگ لڑتا ہے، اور اپنی بینائی کھو دیتا ہے۔"

جب مکانات مدتوں سے خالی پڑے رہیں اور ویران نظر آئیں، تو لوگوں میں چرچا ہونے لگتا ہے کہ وہ آسیب زدہ ہیں۔ اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ جب کوئی دل مسیح کے بغیر رہ جائے، جب اُس کی حضوری کی تسلی بخش برکات اُس سے چھن جائیں، تو ہماری روحیں بھی عجیب و غریب شکوک و شبہات، پراسرار خوف، اضطراب اور بے نام اندیشوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ ایسے ویم و براس میں گرفتار ہو جاتی ہیں جن سے نمٹنا ممکن نہیں، ایسی بولناکیاں جو کسی شکل میں ڈھلتی نہیں، ایسے دکھ جو حقیقتاً اذیت ناک نہیں ہونے چاہئیں، ایسے خوف جو محض سایوں پر مبنی ہیں، اور ایسے خطرات جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ اے کاش! کہ مسیح وہاں موجود ہوتا! جیسے سورج کی روشنی میں تمام آسیب بھاگ جاتے ہیں، اُسی طرح اگر مسیح لوٹ آئے، تو یہ سب مایوس کن شکوک اور خوفناک اُلجھنیں بھی مٹ جائیں۔

اے کاش! کہ ہمارے غریب و خالی مکان کے دروازے پھر سے کھول دیے جائیں، اور بادشاہ اپنی ہی محل سرا میں آ بسے، اور اپنی حضوری سے اُسے نورانی و تابناک کر دے! اے آقا! دیکھ کہ تیرے بغیر ہم کیسی پڑمردگی میں مبتلا ہیں! آ، اے مبارک طبیب! اے یسوع! دیکھ کہ اگر تُو ہمیں چھوڑ دے تو ہم کیسے بدحال ہو جاتے ہیں! اے ہمارے محبوب، ہم پر مہربانی کر اور ہمارے پاس! تیرے فراق کے دکھ تیری آمد کی رفتار کو تیز کر دیں، اور تُو جدائی کے پہاڑوں کو پار کر کے اپنی بیتاب اولاد کی مشتاق روحوں کے پاس آ پہنچے!

—اب ہم آگے بڑھیں اور پوچھیں

جب محبوب نے اپنے آپ کو چھپا لیا اور چلا گیا، تو روح کے لیے کیا تسلی ہے؟

میرا جواب یہ ہے کہ اُس کے بغیر کوئی بھی تسلی تمہارے لیے حقیقی فائدہ نہیں رکھتی جب تک کہ وہ خود واپس نہ آجائے۔ آہ! —اگر کسی بیوی کو اپنے شوہر سے سچی محبت ہو اور وہ اُس سے جدا ہو جائے، تو ہم پرانے گیت کے الفاظ دہرا سکتے ہیں

،جب وہ نیک مرد گھر سے جائے"
"تو گھر میں کوئی برکت باقی نہیں رہتی۔

وہ عزیز ہستی، جو اُس کے دل کی خوشی تھی، جب چلی جائے، تو وہ کسی بھی چیز کو ٹھیک طریقے سے چلا نہیں سکتی۔ اسی طرح جب ایک محبت کرنے والا دل اپنے سب سے عزیز محبوب کو کھو بیٹھے، تو ہر طرف ویرانی نظر آتی ہے۔ کوئی بھی چیز کسی ازسرنو پیدا شدہ روح کے لیے اُس کے خداوند کی رفاقت کے نقصان کا بدل نہیں بن سکتی۔ تاہم، کچھ باتیں ایسی ہو سکتی ہیں جو ہمیں اُس کی تلاش میں تسلی دیں۔

اگرچہ وہ چلا گیا ہے، مگر وہ اب بھی ہمارا محبوب ہے۔ اگرچہ ہم اُسے دیکھ نہیں سکتے، مگر ہم اُس سے محبت کرتے ہیں، اور اگر ہم اُس کی حضوری سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے، تو ہم اُس کے لیے پیاسے تو ہیں، اور یہی کچھ نہ کچھ تسلی ہے، اگرچہ یہ کمزور سی تسلی ہے، کہ ہماری روح نے بالکل زندگی نہیں کھوئی، کیونکہ اُس میں اتنی جان باقی ہے کہ وہ درد محسوس کرے، اُس میں اتنی زندگی ہے کہ وہ اپنی حالت پر ماتم کرے، اور اُس میں اتنی روح ہے کہ وہ مسیح کے لوٹنے تک خود کو جلاوطن محسوس کرے۔

یہ بھی کچھ تسلی بخش ہے کہ اگرچہ وہ چلا گیا، مگر وہ محبت میں گیا ہے۔ اگر یہ کسی غضب کی حالت میں ہوا بھی، تو یہ ہمارے گناہوں پر تنبیہ تھی، نہ کہ ہماری ذات کی کلی ردی۔ مسیح اس لیے کنارہ کشی کرتا ہے تاکہ ہمیں ہوش میں لائے اور اپنے قریب تر کرے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر ہم لطف اندوز ہوتے رہیں اور پھر بھی گناہ میں چلیں، تو یہ ہمارے لیے بہت ہی خطرناک ہوگا، اس لیے یہ لطف ہمیں اُس وقت تک نہیں دیتے جب تک کہ دل ٹوٹ نہ جائے اور روح خاک اور راکھ میں اپنی حالت پر افسوس نہ کرے۔

یہ بھی کچھ تسلی کی بات ہے کہ اگرچہ وہ چلا گیا، مگر وہ ہماری پکار سننے کی حد سے باہر نہیں۔ یسوع مسیح اب بھی اپنی قوم کی فریاد کو سن سکتا ہے۔ بلکہ، وہ ہماری نظر کی پہنچ سے بھی باہر نہیں، بلکہ وہ اپنی ویران دلہن پر نظر ڈال رہا ہے تاکہ دیکھے کہ اُس کے چھپنے کا کیا اثر ہوتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اتنا دور نہیں گیا کہ کسی بھی لمحے واپس نہ آ سکے، اور اُس کی واپسی فوراً ہماری روحوں کو "عمینادب کے رتھوں" کی مانند سبک رفتار بنا سکتی ہے۔ وہ ہمارے اندھیرے پر چمک سکتا ہے، اور وہ بھی اگلے ہی لمحے، اگر اُسے ایسا پسند آئے۔ وہ گیا ہے، مگر وہ مکمل طور پر نہیں گیا۔ اُس نے ہم سے اپنی محبت کو نہیں چھینا، اور اُس کی شفقت کبھی ختم نہ ہوگی۔ اُس کے ہاتھوں پر آج بھی اُس کے دکھ اٹھانے کے نشان موجود ہیں، جو ہماری نجات کے لیے تھے۔ اُس کی سینی پر آج بھی وہ جواہر چمک رہے ہیں جن پر ہمارے نام لکھے ہوئے ہیں۔ وہ ہمیں بھلا نہیں سکتا، اگرچہ وہ خود کو چھپا لے۔ وہ شاید سو رہا ہو، مگر وہ اُسی کشتی میں ہے جس میں ہم ہیں، اور وہی کشتی کا سکان سنبھالے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں مکمل طور پر چھوڑا ہوا محسوس ہو سکتا ہے، مگر "کیا کوئی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول سکتی ہے، کہ وہ اپنے رحم کے بیٹے پر رحم نہ کرے؟" ہاں، وہ بھول سکتی ہیں، لیکن مسیح اپنے مقدسوں کو کبھی نہ بھولے گا۔

—مگر اب آخر میں

ایسی حالت میں ہمارا فرض کیا ہے؟ IV.

اگر وہ چلا گیا ہے، تو پھر کیا؟ میرا جواب یہ ہے—ہمارا فرض ہے کہ اُس سبب سے توبہ کریں جس نے اُسے ہم سے دور کر دیا۔ ہمیں فوراً تحقیق کرنی چاہیے۔ "بنیان" نے "مان سول" کے باشندوں کو بیان کیا ہے کہ وہ تلاش میں لگے کہ کیوں "عمانواہل" نے اپنے آپ کو چھپا لیا، اور جب انہوں نے سبب معلوم کیا، تو "ماسٹر کارنل سیکیورٹی" کو پکڑ کر اُس کے گھر کو جلا دیا اور اُسے اُسی مقام پر پھانسی دی جہاں اُس کا گھر تھا، کیونکہ اُس کی ضیافتوں میں شریک ہونے کے باعث شہزادہ ناراض ہوا اور اُس کے پیروکاروں نے اُس کی حضوری کھو دی۔ پس، اگر تمہیں وہ مسرت حاصل نہیں جو پہلے تھی، اگر تم آسمان کے دروازہ کے قریب ویسی زندگی بسر نہیں کر رہے جیسے پہلے کرتے تھے، تو اپنے آپ کو جانچو۔

اور جب تم اپنے آپ کو جانچ چکو، اور گناہ کو دریافت کر لو، تو دعا کرو کہ اُس سے پاک کیے جاؤ۔ آہ! اگر تم اپنی قوت پر بھروسہ کرو گے، تو پھر اُسی گناہ میں گر پڑو گے، مگر اگر روح القدس کی قدرت پر اعتماد کرو، تو تم اُس پر غالب آ سکتے ہو، تم اُس کے گلے پر اپنا پاؤں رکھ سکتے ہو، اور اُس طرح اُسے ہلاک کر سکتے ہو کہ وہ پھر کبھی تمہیں پریشان نہ کرے۔

اور پھر، اے عزیزو! میں تم سے نہایت تضرع سے عرض کرتا ہوں—اور شاید میں یہ نصیحت سب سے زیادہ اپنے آپ ہی کو کر رہا ہوں—کہ اپنی تمام تر جان کو بیدار کرو کہ جو کچھ کھو چکے ہو، اُسے واپس حاصل کرو۔ شرم کرو کہ ایسا کوئی نقصان ہوا جسے واپس پانے کی ضرورت ہو۔ آہ! مسیح کو کھو دینا آسان ہے، مگر اُسے کھونے کے بعد پانا مشکل ہے۔ فضل کی قوت

میں سیدھے آگے بڑھتے جانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ پہلے آسانی کی بندرگاہ میں اپنا صحیفہ گرا دو، پھر واپس جاؤ، اور پھر اُسے پانے کے بعد اُسی راہ سے دوبارہ گزرنا پڑے۔ جب تمہیں عقاب کے پر دیے گئے ہوں، تو کتنی مبارک بات ہے کہ تم فضاؤں میں اُڑو اور لمبی مسافتوں کو طے کرو! مگر جب عقابی پر چھن جائیں، اور تمہیں داؤد کی مانند ٹوٹے ہوئے ہڈیوں کے ساتھ لنگڑاتے ہوئے چلنا پڑے، تو راہ دشوار ہو جاتی ہے۔

مگر، اے عزیزو! اگر تم کسی بھی طرح پھسل چکے ہو، تو اب دعا کرو کہ تمہیں دوبارہ بحال کیا جائے۔ میں اپنی ہی بابت کہتا ہوں کہ میرے پاس فضل اتنا کم ہے کہ میں اُسے کھونے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر پیچھے ہٹنا پڑے! آہ! اگر ہم کچھ بھی پیچھے گر جائیں، تو ہم کیا بنیں گے، کیونکہ ہم تو پہلے ہی بہت پیچھے ہیں! ہم تو اُن قدیم مقدسوں کے مقابلہ میں کہیں بھی نہیں ہیں، جو خدا کے نزدیک چلتے تھے۔ ہم تو ابھی نوآموز اور شیرخوار ہیں، مگر اگر ہم اس سے بھی پیچھے ہٹ جائیں، تو پھر ہم کہاں ہوں گے؟ نہیں، نہیں، اے مختار فضل! ہمیں اس بولناک انجام سے محفوظ رکھا! آگے بڑھو

اور بھائیو! کیا یہ بڑی اور ضروری بات نہ ہوگی کہ ہم خاص دعا کے لیے زیادہ وقت مخصوص کریں، تاکہ جو فضل کھو چکے ہیں، وہ بحال ہو جائے؟ کیا ہمیں اپنے آپ کو اس ایک بات کے لیے نہ دینا چاہیے کہ ہمیں سادہ ایمان کے ساتھ صلیب کے قدموں تک واپس آنا ہے، اور محبت کی تیش میں اپنے مالک کی آغوش میں پھر سے جگہ پائی ہے، اور ہم نہ وعظ سے، نہ دعا سے، نہ عبادتگاہوں میں جانے سے، نہ رسوم سے، نہ کسی اور چیز سے مطمئن ہوں—جب تک کہ ہمیں مسیح دوبارہ نہ مل جائے؟

اے میری جان! میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ جب تک تُو اپنے خداوند کو نہ پالے، کسی چیز پر قناعت نہ کر۔ اُس نیک بیوی کی مانند کہ جس کا شوہر گھر سے باہر ہو: "ہاں، یہ کمرہ آراستہ کیا جائے گا، اور گھر کے ہر حصے کو صاف کیا جائے گا، مگر آہ! میرے دل کی خوشی تو اُس کی واپسی دیکھنے میں ہوگی، اور جب تک وہ نہ آئے، گھر خوش و خرم نہیں ہو سکتا!" ہماری روحوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہیے۔ ہمیں بادشاہ کو واپس پانا ہے، اور جلدی پانا ہے! اور جب وہ واپس آئے، تو ہمیں اُسے مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیے اور اُسے جانے نہ دینا چاہیے۔ اپنی روحوں کو تاکید کرو کہ آئندہ زیادہ محتاط رہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پھر اُسے غیرت دلانے کے مرتکب ہو جاؤ۔

افسوس اُن کے لیے جنہوں نے میرے خداوند کو کبھی نہیں جانا! آہ! کاش کہ وہ جلد اُس کی تلاش کریں اور جلد اُسے پالیں! اگر اُس کی حضوری کو کچھ دیر کے لیے کھو دینا دُکھ کا باعث ہے، تو بغیر مسیح کے جینا اور مرنا کیسا بولناک ہوگا! آہ! وہ ایک سیاہ داغ ہے جو کسی کے ماتھے پر لکھا جائے، "بغیر مسیح کے!" اگر تم ایسی حالت میں ہو، اے عزیز سامع! تو کاش کہ الٰہی فضل تمہیں مسیح تک لے آئے، اور مسیح تمہارے پاس آئے، تاکہ تم اُس کی محبت کی رفاقت میں شامل ہو جاؤ! آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ سپرجین

غزل الغزلات ۱: ۲-۷، ۱: ۳-۵

باب ۲، آیات ۱-۲

"میں شارون کا گل ہوں اور وادیوں کی سوسن۔ جیسے سوسن کانٹوں میں، ویسے ہی میری محبوبہ بیٹیوں میں ہے۔"

یہ محبت کی فطرت ہے کہ وہ اپنے محبوب کو اپنی مانند بنا دیتی ہے۔ اگر مسیح ایک سوسن ہے، تو وہ اپنی قوم کو بھی سوسن بنا دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ وادیوں کی سوسن ہے، اور کچھ ہی عرصہ میں اُس کی کلیسیا بھی کہہ سکے گی، "جیسے سوسن کانٹوں میں، ویسے ہی میں ہوں" جب کہ فی الحال یہ الفاظ خود یسوع کے ہیں۔ وہ کانٹوں میں ہے، ایسے کانٹے جو اُسے اذیت دیتے اور ستاتے ہیں۔ خدا کے لوگ اب بھی "قیدار" کے خیموں میں ہیں، اب بھی شہریروں کے درمیان بس رہے ہیں، اور اُن کی ناپاک گفتگو سے پریشان ہوتے ہیں۔ لیکن سوسن کی خوبصورتی کانٹوں کی موجودگی کے باعث اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے، اور اسی طرح تمہاری پرہیزگاری اور راستبازی اُس بُری دنیا میں اور زیادہ روشن ہو سکتی ہے جس میں تم بسر کرتے ہو۔

آیت ۳

"جیسے جنگل کے درختوں میں سیب کا درخت ہے، ویسے ہی میرا محبوب بیٹیوں میں ہے۔"

جنگل کے درختوں کے درمیان ایک ترنج کا درخت بلند کھڑا تھا، اور وہ اپنے سنہری پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایسا ہی ہے یسوع مسیح—تمام اشیاء میں سب سے زیادہ دلکش۔ اگرچہ کچھ اُس سے برابری کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر ایماندار کے نزدیک سب مَدِّ مقابل پیچھے رہ جاتے ہیں، بلکہ وہ بالکل فراموش ہو جاتے ہیں۔ "جیسے جنگل کے درختوں میں سیب کا درخت، سب سے ممتاز اور سب سے دلکش، ویسے ہی میرا محبوب بیٹیوں میں ہے۔" تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

آیت ۳ (جاری)

"میں نے بڑی خوشی سے اُس کے سایہ میں بیٹھنا قبول کیا، اور اُس کا پھل میرے منہ میں شیریں تھا۔"

میں اُس کی دلکشی کو جانتا ہوں، کیونکہ میں نے اُسے محسوس کیا ہے، اور میں نہ صرف اُس کے سایہ میں تسکین پاتا ہوں، بلکہ اُس کے پھل سے بھی غذا حاصل کرتا ہوں۔

آیات ۴-۵

اُس نے مجھے مئے خانہ میں پہنچایا، اور اُس کا جھنڈا جو مجھ پر لہرا رہا تھا، محبت تھا۔ کشمش کی ٹکیاں مجھے سنبھالیں، "سیبوں سے مجھے تقویت دے، کیونکہ میں محبت میں بیمار ہوں۔"

—مسیح کی محبت ایک عجیب شے ہے، جیسا کہ "ایرسکن" نے کہا

جب میں تندرست ہوں، تو یہ مجھے بیمار کر دیتی ہے؛"
"جب میں بیمار ہوں، تو یہ مجھے تندرست کر دیتی ہے۔"

ایسا کوئی مرض نہیں جسے مسیح کی محبت شفا نہ دے سکے، ایسا کوئی اندرونی کشمکش نہیں جسے یہ محبت دور نہ کر سکے۔ اور دوسری طرف، اگر یہ محبت دل میں کثرت سے بھر دی جائے، تو اکثر ایماندار کو خوشی کے بوجھ سے نڈھال کر دیتی ہے، یہاں تک کہ وہ "مسٹر ویلش" کی مانند پکار اٹھتا ہے، جو اسکاٹ لینڈ کا ایک بزرگ پاسبان تھا

رُک جا، اے خداوند! رُک جا، یہ کافی ہے، یاد کر کہ میں محض خاکی برتن ہوں، اور اگر مجھ پر زیادہ جلال ظاہر ہوا، تو میں "زندہ نہ رہوں گا"

مجھے خوف ہے کہ ہمیں اکثر ایسا کہنے کا موقع نہیں ملے گا، مگر بعض اوقات ایماندار کی خوشی بے حد ہو جاتی ہے، اور اُس کا اپنے خدا میں مقدس شادمانہ انتہا تک پہنچ جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے آسمانی باپ سے خاص مدد کا محتاج ہو جاتا ہے تاکہ وہ اُس خوشی کو برداشت کر سکے جو اُسے عطا کی گئی ہے۔

غزل الغزلات ۶:۲-۷، ۱:۳-۵

باب ۲، آیت ۶

"اُس کا باباں ہاتھ میرے سر کے نیچے ہے، اور اُس کا دہنا ہاتھ مجھے گلے لگاتا ہے۔"

وہ ہاتھ جس سے وہ اپنے دشمنوں کو مارتا ہے، مجھے ضرب نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ وہ میرے سر کے نیچے میرا شیریں سہارا ہے، اور اُس کا دہنا ہاتھ جس سے وہ برکت دیتا ہے، جو اُس کی قدرت اور جلال کا ہاتھ ہے—وہ اپنے ہر ایک مقدس کو گلے لگاتا ہے۔

آیت ۷

اے یروشلم کی بیٹیو! میں تم سے غزالوں اور میدان کی ہرنیوں کی قسم دلا کر کہتی ہوں کہ جب تک میرا محبوب خود نہ "چاہے، تم اُسے نہ جگاؤ، نہ اُسے بیدار کرو۔"

باب ۳، آیات ۱-۳

رات کو اپنے بستر پر میں نے اُسے تلاش کیا جس سے میری جان محبت رکھتی ہے، میں نے اُسے ڈھونڈا، پر نہ پایا۔ اب میں "اُٹھ کر شہر میں، کوچوں میں اور کشادہ راستوں میں اُسے ڈھونڈوں گی جس سے میری جان محبت رکھتی ہے، میں نے اُسے تلاش کیا، پر نہ پایا۔ پھریدار جو شہر میں گشت کرتے ہیں، مجھے ملے، میں نے اُن سے پوچھا، کیا تم نے اُسے دیکھا جس سے "میری جان محبت رکھتی ہے؟"

ایک ہی سوال بار بار—صرف یہی ایک فکر، "وہ کہاں ہے؟" واعظ کچھ نہیں، عبادات کی راہیں کچھ نہیں، کیونکہ روح کی حقیقی طلب صرف ایک ذاتی مسیح ہے، اور اُس کے ساتھ شخصی رفاقت۔

آیت ۴

میں ابھی اُن سے کچھ ہی آگے بڑھی تھی کہ میں نے اُسے پا لیا جس سے میری جان محبت رکھتی ہے، میں نے اُسے تھاما اور "اُسے نہ چھوڑا"

جیسے یعقوب کی کشتی اُس کے نذروں میں بدل گئی، ویسے ہی میں نے اُسے تھام لیا اور چھوڑا نہیں۔

آیت ۴ (جاری)

"جب تک میں اُسے اپنی ماں کے گھر میں نہ لے گئی، اور اُس کے اُس خلوت خانہ میں نہ لے گئی جس نے مجھے جنم دیا۔"

جو رفاقت میری جان کے لیے شیریں ہے، وہ میرے بھائیوں کے لیے بھی شیریں ہونی چاہیے، اِس لیے میں اُسے کلیسیا میں لے جاؤں گی، اور سب جمع شدہ مقدسوں میں اُس کی مٹھاس اور خوشی کو بیان کروں گی۔

آیت ۵

اے یروشلم کی بیٹیو! میں تم سے غزالوں اور میدان کی ہرنیوں کی قسم دلا کر کہتی ہوں کہ جب تک میرا محبوب خود نہ "جاوے، تم اُسے نہ جگاؤ، نہ اُسے بیدار کرو۔"